ڈاکٹر محمد عمر فاروق

قادیانیوں کے جدید اِرتدادی ہتھکنڈے اور پاکستان کا گھیراؤ

۱۹۸۴ء میں قانونِ امتناع قادیانیت کے نفاذ کے فوراً بعد جب قادیانیوں نے پاکستان میں اپنی سرگرمیوں کا دائرہ محدود ہوتا دیکھا تو انھوں نے بڑی تعداد میں اپنے سربراہ مرزا طاہر احمد کے لندن فرار ہونے کے فوراً بعد سیاسی اور مذہبی پناہ کے نام پر بیرونی ممالک کا رُخ کر لیا تھا، چونکہ غیر ملکی حکومتوں سے قطع نظر بیرونی دنیا کے عام لوگ ان کے عقائد و نظریات اور اُن کے در پردہ مقاصد سے بالکل لاعلم ہیں۔ اس لیے وہ شروع سے ہی اپنے ہاں مقیم ان قادیانیوں کو مظلوم اقلیت اور بے ضرر کمیونٹی سمجھتے چلے آرہے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ بیرونی عوام کی اکثریت کا خود اپنے مذہب سے دوری اور پھر قادیانیت کی بنیاد، اس کے اغراض و مقاصد اور زیرِ زمین ریشہ دوانیوں سے بے خبر ہونا ہے۔ اس طرح قادیانی اُن کی لاعلمی کا مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس طرح بلا جھجک نت نئے ارتدادی ہتھکنڈے بروئے کار لاتے چلے جا رہے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ قادیانی بیرونی ممالک میں بالتواتر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ''پاکستان میں اُن کے انسانی حقوق کی پامالی کی جا رہی ہے۔ ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمارے مذہبی حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ حالانکہ ہم مسلمان ہیں۔'' دوسری بات یہ کہ ''پاکستان میں انتہا پسند مذہبی عناصر اُن کی جان کے درپے ہیں۔ حالانکہ ہم احمدیوں کا نعرہ ہی یہی ہے کہ ''محبت سب سے، مگر نفرت کسی سے نہیں۔'' قادیانیوں نے اس پروپیگنڈے کے سہارے پر مختلف ملکوں میں کافی عرصہ سے اتحاد بین المذاہب کے نام سے کانفرنسوں اور سیمیناروں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جن میں وہ اپنے آپ کو معصوم اور مظلوم ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں کہ تمام مسلمان دوسرے تمام مذاہب کے بارے میں انتہا پسندانہ نظریات رکھتے ہیں، مگر صرف احمدیت ہی ہے جو سب مذہبوں کے لیے رواداری اور مساوات کی علمبردار جماعت ہے جو جہاد اور دہشت گردی کی بجائے مکالمہ اور امن پر یقین رکھتی ہے۔'' ان چکنی چپڑی باتوں سے فائدہ اٹھا کر قادیانی یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا کے مختلف علاقوں میں اتحاد بین المذاہب پروگرام بڑی تیز رفتاری کے ساتھ کر رہے ہیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل تحفظ ختم نبوت موومنٹ کے اربابِ بست وکشاد مل بیٹھیں اور قادیانیت کے تعاقب کے لیے متفقہ لائحہ عمل مرتب کریں۔ ترجیحات، اہداف کا تعین اور تقسیم کار کریں۔ قادیانیوں کے مندرجہ بالا پروپیگنڈے کے رد میں جدید انداز اور مروجہ اسلوب میں انگریزی اور دیگر زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام کیا جانا بہت ضروری ہے، کیونکہ قادیانی جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اپنے کفر و زندقہ کو اسلام کا نام دے کر دنیا کی رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کر رہے ہیں۔ جدید قادیانیت کا مقابلہ اب پرانے ہتھیاروں سے کرنا ممکن نہیں رہا، کیونکہ قادیانیت نے اپنے لبادے اور لب ولہجہ کو یکسر جدت و تنوع کی فریب نظری سے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی ادارے اسلام دشمنی اور اپنے مفادات کے لیے قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں لاکھڑا کرنے کے درپے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء علیھم السلام کی شان میں کی گئیں گستاخیوں سمیت ہندو، سکھ، بدھ مت، عیسائیت اور یہودیت جیسے مذاہب کے خلاف توہین آمیز عبارات و بیانات کو مذکورہ مذاہب کے رہنماؤں اور پیروکاروں تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ قادیانیوں کی اصلیت اور حقیقت ان سب پر واضح ہو جائے۔

علاوہ ازیں قادیانیوں کی تازہ ترین اخلاق باختہ سرگرمیوں کو بھی نظر میں رکھنا ضروری ہے۔تاکہ قادیانیوں کی اخلاقی پستی بھی ظاہر ہو سکے۔مثلاً دسمبر ۲۰۱۳ء میں برمنگھم، برطانیہ کا ایک ڈاکٹر نفیس حامد اپنی برطانوی خاتون مریضہ کے ساتھ کلینک میں چھیڑ خانی کرتے ہوئے پولیس کے ہاتھوں پکڑ لیا گیا۔اسی طرح گزشتہ سال ہی یہ خبر بھی غیر ملکی اخبارات میں آئی کہ کیپ کوسٹ (گھانا، افریقہ) میں قادیانیوں کا قائم کردہ ابوریہ احمدیہ جونیئر ہائی سکول تعلیمی درس گاہ کی بجائے ایک قحبہ خانہ بن چکا ہے۔یہ خبریں قادیانیوں کی اخلاقی برائیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

بین الاقوامی اداروں اور تھنک ٹینکس تک قادیانیوں کی تخریبی سرگرمیوں کی معلومات پہنچانا بھی ہماری دینی جماعتوں کی اہم ذمہ داری ہے۔تاکہ اصل صورت حال اُن تک بھی پہنچ سکے۔اسی کے ساتھ ساتھ ایسے مبلغین کی تربیت کا انتظام بھی وقت کا ناگزیر تقاضا ہے کہ جو دینی علوم وفنون کے ساتھ ہی جدید تعلیم سے بہرہ ور ہوں اور عہد حاضر کے حالات سے پوری طرح باخبر ہوں۔نیز جدید پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے استعمال کا ہنر جانتے ہوں، کیونکہ تیز رفتاری سے بدلتی ہوئی دنیا کا ساتھ دینے کے لیے جدید آلات کا استعمال ضروری ہے اور اِن کی مدد سے ہی قادیانی شاطروں کو چاروں شانے چت کیا جاسکتا ہے۔مثلاً گزشتہ دنوں پاکستان میں بیرون ملک سے دو قادیانی وفود آئے اور اپنی سرگرمیاں مکمل کر کے چلے گئے۔الحمدللہ مجلس احرار اسلام وہ واحد جماعت ہے کہ جس کے بیدار مغز رہنماؤں نے قادیانیوں کی آمد سے مطلع ہوتے اُن کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اُن کی آمد اور سرگرمیوں سے بروقت عوام وخاص کو آگاہ کر کے اپنا دینی وقومی فرض ادا کیا۔قادیانیوں کا پہلا وفد تعلیمی نصاب اور قانون توہین رسالت میں تبدیلی کا ہدف لے کر مرزا مسرور احمد کے ایلچی عطاء الحق (اے حق) قادیانی کی سربراہی میں برطانیہ سے پاکستان آیا۔جس کے میزبان وفاقی وزیر تعلیم رانا مشہود خان تھے۔عطاء الحق قادیانی، مشین محلّہ جہلم کا رہائشی ہے اور برطانیہ میں مقیم ہے۔اُس نے ۳/ اپریل کو گورنر پنجاب سے گورنر ہاؤس میں ملاقات کی ۔۴/ اپریل کو وفاقی وزیر قانون رانا ثناء اللہ سے ملاقات کی۔ملاقات میں روزنامہ ''اوصاف''، لاہور کے ایڈیٹر ذوالفقار راحت بھی موجود تھے۔عطاء الحق ۴/ اپریل ہی کو پاکستان مسلم لیگ ن کی پنجاب اسمبلی کی رکن حنا پرویز بٹ سے ملا۔۱۰/ اپریل کو رانا ثناءاللہ وفاقی وزیر قانون نے عطاء الحق قادیانی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔۱۲/ اپریل کو عطاء الحق اپنے آبائی گھر واقع مشین محلّہ جہلم گیا۔جہاں مقامی قادیانیوں کے ساتھ مذاکرات کیے اور اگلا ہفتہ لاہور میں گزار کر برطانیہ واپس روانہ ہوگیا۔اِن دنوں قادیانیوں کا ایک دوسرا وفد عبداللہ واگس (امیر جماعت احمدیہ جرمنی) کی قیادت میں مرزا مسرور احمد قادیانی کا اہم پیغام لے کر پاکستان پہنچ گیا ہے۔یاد رہے کہ قادیانی قیادت اس وقت مغربی ممالک کے درمیانی رابطہ کار کا کردار ادا کر رہی ہے۔جرمنی کے قادیانیوں کے وفد کا دورۂ پاکستان اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جہاں دینی قوتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے ان قادیانی ہتھکنڈوں اور سازشوں کو طشت از بام کریں اور قادیانی گماشتوں پر کڑی نظر رکھیں، وہیں کیا یہ ذمہ داری ہمارے حکمرانوں پر بھی عائد نہیں ہوتی کہ وہ اپنے فرائض منصبی کا احساس کرتے ہوئے پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ ملک کی نظریاتی سرحدوں کی بھی پاسداری کریں۔قادیانی وفود کا بلا روک وٹوک پاکستان آنا اور کھلے بندوں اہم حکومتی عہدیداروں سے مذاکرات کرنا کسی گہری سازش کا پتا دیتا ہے۔جس کی نقاب کشائی اور اُس کا سدباب ہماری حکومت کی اہم اور بنیادی ذمہ داری ہے۔جس کا ادراک نہ کیا جانا پاکستان کی سلامتی کے گرد منڈلاتے گہرے سایوں کو مزید گھمبیر کیے جارہا ہے